آپا زبیدہؒ بلوچ

شاخ تقویٰ پہ کھلا ہوا ایک پھول

بنت مجتبیٰ مینا ○

کچھ ہستیاں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کو دیکھنے کے بعد دوسرے نظر میں کم ہی جچتے ہیں۔ ان ہی صاحب اوصاف لوگوں میں سے ایک آپا زبیدہؒ بلوچ تھیں۔ آپ ۳۰ مئی ۱۹۹۹ کو اس دارفانی سے کوچ کر گئیں' انا للہ وانا الیہ راجعون!

سادہ سفید موٹے کپڑوں میں ملبوس' وہ ایک پاکیزہ مجسمے کی طرح بیٹھی رہتیں۔ سفید موٹے دوپٹے میں چمکتا ہوا ان کا سفید چہرہ جس میں تقویٰ کا انکسار' بڑھاپے کا وقار' درویشی کا رعب اور اللہ کی راہ میں جذبہ جہاد کا ولولہ' ان کی طرف نظر بھر کر دیکھنے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ یوں تو میرا اور ان کا ساتھ ۱۹۵۵ سے ۱۹۹۰ تک رہا' خصوصیت سے یہ ساتھ ۱۹۷۷ سے بہت زیادہ رہا۔ انتخابات میں ہم ہر جگہ جاتے' ہر محلے میں چھوٹی چھوٹی کارنر میٹنگز رکھتے۔ وہاں ووٹ کی اہمیت اور ضرورت پر روشنی ڈالنے کے بعد آپا زبیدہ اپنی دعا میں جماعت اسلامی کا سارا پیغام پہنچا دیتیں جو کہ دراصل قرآن کا پیغام ہوتا۔ اس کے علاوہ بھی وہ ذاتی ملاقاتوں کو بہت اہمیت دیتی تھیں۔ اتنے بڑے شہر میں شاید ہی کوئی جگہ ایسی ہو گی یا کوئی گھر اور خاندان ایسا ہو گا جہاں ہم ذاتی ملاقاتوں کے لیے نہ گئے ہوں۔

ہم تین کی ایک چھوٹی سی ٹیم تھی' آپا زبیدہ' زہرا وحید اور میں۔ جماعت اسلامی کی دعوت' اسلام کی محبت' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت' یہی تین نکات ہماری کوششوں کا محور تھے۔

آپا زبیدہ بلوچ کا کام گھاس میں پانی کی طرح اندر ہی اندر سرایت کیے ہوئے تھا۔ ان کی خاندانی وجاہت' ان کے بھائی ڈاکٹر غلام محمد بلوچ کا نام اور ان کی غیر معمولی قابلیت اور شخصیت' لاہور کے دینی'

○ سابق مدیرہ ماہنامہ نور

علمی اور سیاسی گھرانوں میں جانی پہچانی تھی۔ ان کی وجہ سے بھی آپا زبیدہ بلوچ جہاں جاتیں عزت اور تکریم سے ان کو خوش آمدید کہا جاتا۔ اکثر خواتین ڈاکٹر ان کے بھائی ڈاکٹر غلام محمد بلوچ مرحوم کی شاگرد تھیں۔ اس لحاظ سے ان کا کام ڈاکٹر، پروفیسر اور سیاسی اور دینی گھرانوں کی خواتین میں خصوصیت سے تھا۔

قرآن سے ان کو غیر معمولی شغف تھا۔ قرآن پڑھنا اور قرآن پڑھانا ان کا محبوب ترین کام تھا۔ اس حدیث مبارکہ کے مصداق "تم میں بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے" وہ فجر کی نماز کے بعد سے قرآن پاک پڑھانے اور اس کا ترجمہ سکھانے کا سلسلہ شروع کرتیں اور عشاء کی نماز کے بعد تک یہ سلسلہ جاری رہتا۔ عشاء کی نماز کے بعد کا وقت وہ اپنے گھر والوں یعنی اپنے بھتیجی بھتیجوں کو قرآن پڑھانے اور سمجھانے میں صرف کرتیں۔ رشتے داریوں کو نبھانے اور رشتے داروں کا حق ادا کرنے کی پوری کوشش کرتیں۔

اپنا کام خود کرتیں، اپنا پرس یا بیگ ہمیں اٹھانے نہیں دیتی تھیں۔ ہمیشہ ایسے موقع پر مسکرا کر کہتیں: قیامت میں ہر شخص اپنا بوجھ آپ اٹھائے گا کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھا سکے گا۔

کم خوردن و کم خفتن و کم گفتن کے مقولے پر پورا اترتے ہوئے ان سے بہتر کسی کو نہیں دیکھا۔ نرم خو، خیر خواہی اور محبت و شفقت سے بھرپور۔ روزہ دار اور شب زندہ دار، حیا کے نور سے جگمگاتی ہوئی شخصیت۔ اے کاش! ہم سب ان سے مستفید ہو سکتے ایسے جیسا مستفید ہونے کا حق تھا۔

شاید یہ بات کم لوگوں کو معلوم ہو کہ وہ ایک ستھرا ادبی ذوق رکھتی تھیں۔ لڑکیوں اور خواتین کو ادبی میدان میں کام کرنے کے لیے ابھارتی رہتی تھیں۔ فارسی زبان پر قدرت حاصل تھی۔ علامہ اقبال کے فارسی اشعار بہت برمحل پڑھتی تھیں۔ اخبارات کے ادبی ایڈیشنوں کا گہری نظر سے مطالعہ کرتیں۔ مجھے اکثر متوجہ کرتیں کہ فلاں لکھنے والی کی تحریر بہت اچھی ہے اور فلاں کا طرز تحریر تو اتنا اچھا نہیں، لیکن خیالات بہت اچھے ہیں، ان سے رابطہ رکھو۔ مسز ممتاز شفیع صاحبہ کے خیالات اور تحریر پسند آئی تو بار بار کہہ کر ان سے رابطہ قائم کروایا۔ ان کو حریم ادب کی نشست میں تشریف لانے کو کہا۔ آخر کار وہ ہماری ایک اچھی ساتھی ثابت ہوئیں۔ حجاب امتیاز علی سے ملتیں تو ہمیں متوجہ کرتیں، اب ان کی تحریر کا رنگ بدل رہا ہے، ان سے رابطہ رکھو۔ اسلام کی محبت کی چنگاری ہر خاکستر دل میں تلاش کر لیتیں۔ ان کی کوششوں سے اکثر دلوں میں یہ چنگاری شعلہ جوالا بن کر ظاہر ہوئی۔

بچوں سے بہت محبت سے پیش آتیں۔ انھیں کوئی چھوٹا موٹا تحفہ دیتیں اور کوئی نہ کوئی کھانے کی چیز ضرور دیتیں۔ بچے ان سے ڈرتے نہیں تھے۔ میں اپنی بیٹیوں اور بیٹے کو جب تک وہ بڑا نہیں ہو گیا ان کے پاس ضرور لے جاتی۔ بچوں کی بڑی تکریم کرتیں جس کا بچوں پر بہت اچھا اثر پڑتا۔ بچوں کو یہ بات یاد رہتی تھی کہ ان کے کمرے میں جائیں گے تو مٹھائی ملے گی۔ ہم سب کے بچوں کے لیے دعائیں کرتیں۔ ان کی

کامیابیوں کے لیے، ان کی دین کی سمجھ بوجھ کے لیے، ان کی مناسب جگہ شادی کے لیے، پھر ان کی اچھی نسل اٹھانے کے لیے، ان کو ماں باپ کے لیے صدقہ جاریہ بنانے کے لیے اللہ سے التجا کرتیں۔

میں نے اتنی طویل رفاقت میں ان کے منہ سے کوئی نامناسب بات نہیں سنی۔ کبھی غصے میں نہیں دیکھا۔ کسی کو برا بھلا کہتے ہوئے نہیں سنا۔ کبھی کسی کی شکایت نہیں کی۔ اپنی ذات کے بارے میں بھی زیادہ ذکر نہیں کیا۔ کسی کام پر فخر کا شائبہ تک نظر نہیں آیا۔ کبھی کچھ بتاتیں تو نہایت سادہ اور ہلکے انداز میں۔ مثلاً ان کو فون کیے بغیر کسی پروگرام کے لیے ان کے پاس پہنچ گئے کہ، چلیے اس وقت یہ پروگرام ہے تو بڑی نرمی سے معذرت کرتیں کہ آج تو یہ وقت ڈاکٹر بلقیس فاطمہ کے قرآن پڑھنے کا ہے۔ وہ ہفتہ میں دو روز سبق پڑھنے آتی ہیں۔ میں دل ہی دل میں حیران ہوتی کہ کون کون ان سے فیض یاب ہو رہا ہے! ڈاکٹر بلقیس فاطمہ نامی گرامی ڈاکٹر تھیں، جن کو دکھانے کے لیے ایک ایک ہفتہ پہلے وقت لینا پڑتا تھا۔ اسی طرح نجانے کتنی خواتین ان کی شاگرد تھیں۔

جب سے پاؤں کی ہڈی ٹوٹی تھی زیادہ چلنا پھرنا اور کہیں آنا جانا تقریباً ختم ہو گیا تھا مگر انھوں نے اپنے آپ کو معذوروں میں شامل نہیں کیا تھا۔ ان کا کام جاری تھا اور آخر وقت تک جاری رہا۔ خواتین کو قرآن سے جوڑنے کا کام، قرآن پڑھنے اور پڑھانے کا کام۔ سچ ہے ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست   تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں داخل کرے اور ہم سب کو جنت الفردوس میں یک جا کرے۔ آمین یارب العالمین!

دی بک ڈسٹری بیوٹرز

کراچی اور مضافات کے لیے "ترجمان القرآن" کے سول ایجنٹ

رابطہ کیجیے : B-152 خداداد کالونی، کراچی

فون : 7787137